منّ وسلوےٰ

(از جناب مولانا عبداللہ العمادی)

چند سال ہوئے "ادبی دنیا" (لاہور) میں "منّ وسلویٰ" کے متعلق بحث چھڑی تھی، الٰہ آباد کے پروفیسر نعیم الرحمٰن اور پنجاب کے ایک پیشوائے جماعت نے "ابن الفارس" کے نام سے طویل وعریض افادات فرمائے تھے، جی چاہتا ہے آج اُسی "منّ" سے امتنان اور اُسی "سلویٰ" سے تسلی حاصل ہو، یہ بنی اسرائیل کے زمانہ کی بات تھی، آج ذوقِ توحید کیونکر اس سے لذت یاب ہو؟

(۱)

سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے:-

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ	(۱) ہم نے تم پر ابر کو سایہ گستر بنایا
وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى	(۲) ہم نے تم پر منّ وسلویٰ اُتارا
كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ	(۳) ہم نے جو پاک رزق تمہیں دیا ہے اُسمیں سے کھاؤ۔
وَمَا ظَلَمُونَا	(۴) ان لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔
وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ	(۵) یہ تو خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

یہاں "منّ اور سلویٰ" سے کیا مراد ہے؟ مفسرین نے اَن گنت تاویلیں کی ہیں اور کیا کچھ روایتیں لکھی ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ عرب اس کا مفہوم کیا سمجھتے تھے؟ جاہلیت کے مشہور سخن گو "امیہ بن ابی الصّلت" نے یہ داستان نظم کی ہے جس میں دکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل "تیہ" میں تباہ ہو رہے ہیں تو اُن کو "منّ وسلویٰ" کی نعمت دی، یہ کیا چیز تھی؟ وہ اس کو یوں ظاہر کرتا ہے ؎

فرأی اللہُ انّھم بضیع	لا بذی مزرع ولا مثمورا

فناھا علیھم غادیات	ویری مزنھم خلایا وخورا

علا ناطفا وماء فراتا

وحلیبا ذا بھجۃ مزمورا

ناطف:- رواں و سیّال حلیب مزمور: صافی و زلال۔

امیہ کی رائے میں من و سلویٰ ، رقیق شہد اور اس کا صاف پانی تھا۔

اس سے کم از کم اتنا تو اندازہ ہو سکتا ہے کہ منّ و سلویٰ کے جو معنی ہماری تفسیروں میں مبسوط ہیں، عہد جاہلیت میں یہ معنی نہ تھے۔ بلکہ اُس زمانہ میں اس کا کچھ اور ہی مطلب سمجھتے تھے۔

(۲)

علمائے محدثین کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

ان عبارات المفسرین متقاربۃ فی شرح المنّ، فمنھم من فسّرہ بالطعام ومنھم من فسرہ بالشراب والظاھر۔ واللہ اعلم۔ انّہ کل ما امتنّ اللہ بہ علیھم من طعام وشراب وغیر ذالک مما لیس لھم فیہ عمل ولا کدّ لہ

"منّ" کی تشریح میں مفسرین کی عبارتیں قریب قریب اور ملتی جلتی ہیں کسی مفسر نے "منّ" کی تفسیر کھانے کی چیزوں کی ہے اور کسی نے پینے کی چیزوں سے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے، لیکن ظاہر معنی تو یہ ہیں کہ "منّ" سے ہر ایسی نعمت مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ممنون فرمایا تھا، مثلاً کھانا، پانی وغیرہ تمام وہ چیزیں جن میں خود ان کے عمل و کوشش و محنت کو ذرا بھی دخل نہ تھا لہ

اس کی تائید امام بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سعید بن زید سے مروی ہے، قال قال

لہ تفسیر ابن کثیر (علی ہامش فتح البیان) طبع بولاق، مصر، سنۃ ۱۳۰۰ھ - ج ا ص ۱۶۱۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔ الکمأۃ من المن، وماؤھا شفاءٌ للعین، یہ حدیث بہت ہی تھوڑے لفظی اختلاف سے بیشتر محدثین اور خصوصًا اصحاب صحاح نے روایت کی ہے، اس میں نقطۂ بحث یہ ہے کہ "من"، جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "کمأۃ" کو بھی اسی ذیل میں شامل فرماتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ :۔

(۱) من وہ نعمت ہے جو ممنونیت کا باعث ہو۔

(۲) کمأۃ میں بھی شفا کی خاصیت ہے، آشوب چشم والے اس کے منت پذیر ہیں۔

کمأۃ :۔ وہ برساتی روئیدگی جسے عوام چھتری کہتے ہیں، ہماری مجلس مصطلحات نے اس کا نام "فُطر" رکھا ہے، کہ یہی قدیم عربی نام ہے۔

(۳)

"سلویٰ" کے کیا معنی ہیں؟ اسرائیلیات میں پڑنے کی ضرورت نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ "سلویٰ" کے معنی عرب کیا سمجھتے تھے عہد جاہلیت کا شہرۂ آفاق شاعر "ہذلی"، کہتا ہے ؎

وقاسمہا باللہ جہدًا لانتم
الذ من السلویٰ اذا ما نشورھا

اس میں سلویٰ کے معنی شہد کے ہیں۔

قال القرطبی: الموترج احد علماء اللغۃ والتفسیر قال انہ (ای السلویٰ) العسل واستدل ببیت الھذلی ھذا وذکر انہٗ کذلک فی لغۃ کنانۃ لانہ یسلی بہ ومنہ عین سلوان [1]

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ مؤرج جو لغت عرب و تفسیر قرآن کے عالم تھا بیان ہے کہ سلویٰ شہد کو کہتے ہیں ہذلی کے اسی شعر سے انھوں نے بھی استدلال کیا ہے کہ قبائل کنانہ کی زبان میں سلویٰ کے معنی شہد کے ہیں کیونکہ شہد ایسی چیز ہے جس سے تسلی ہوتی ہو اسی بنا پر ایک چشمہ کا نام بھی سلوان پڑ گیا، یعنی تسلی بخش چشمہ [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۱۶۴

قرطبی کے استدلال میں ایک جھلک اس کی بھی ہے کہ سلوے کے اصل معنی تسلی کے ہیں۔ جو چیزیں تسلی بخش ہوں وہ بھی اسی میں آجائیں گی، سلوانہ میں بھی اسی تسلی کا مفہوم ہے:-

شربتُ علی سلوا نۃ ماء مزنۃٍ فلا وجدید العیش یا میّ لا اسلو

ایک دوا کا نام "سلوان" تھا اور ایک چڑیا کو "سلواۃ" کہتے تھے:-

وانی لتعروفی لذکراک ھزۃٌ کما انتفض السلواۃ من بلل القطرِ

تسلی ہی کا مادہ سب میں ہے اور یہی اصل معنی ہیں۔

(۴)

امام راغب اصبہانی اسی لفظ "سلویٰ" کی تفسیر کرتے ہیں:-

اصلہا ما یسلی الانسان ومنہ السلوان والتسلی، وقیل السلویٰ طائرٌ۔

اصل میں سلویٰ وہ چیز ہے جس سے انسان کو تسلی ہوجائے سلوان اور تسلی کا اشتقاق اسی سے ہے، ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ سلویٰ ایک چڑیا ہے۔

پھر لکھتے ہیں:-

واصل السلویٰ من التسلی، یقال سلیت عن کذا، وسلوت عنہ، وتسلیت اذا زال عنک محبتہ [۱]

سلویٰ کی اصل تسلی سے ہے، دل سے جب کسی کی محبت جاتی رہی اور اس کی جانب سے تسلی آگئی تو محاورہ میں "سلیت عنہ" "سلوت عنہ" اور "تسلیت" کہتے ہیں [۱]

"من" اور "منت" کا مادہ ایک ہی ہے، منت کی توضیح کی ہے:-

المنۃ النعمۃ الثقیلۃ [۲]

منت بھاری نعمت کو کہتے ہیں [۲]

پھر لفظ "قیل" فرماتے ہیں، جو اگرچہ تمریض کے لیے ہی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام راغب اس کی صحت کے قائل نہ تھے

[۱] المفردات فی غریب القرآن - طبع میمنیہ مصر سنہ ۱۳۲۴ ص ۲۴۱ [۲] المفردات - ص ۴۹۱۔

المنّ والسلویٰ کلاھما اشارۃٌ الی ما انعم اللہ بہ علیھم، وھما بالذات شیءٌ واحدٌ، لکن سمّاہ منّاً بحیث انہ امتن بہ علیھم، وسمّاہ سلویٰ من حیث انہ کان لھم بہ التسلی ۔[1]

من و سلویٰ دونوں سے اس نعمت کی جانب اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عطا فرمائی تھی، یہ دونوں چیزیں بالذات ایک ہی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے "منّ"، اس لیے کہا کہ اس نعمت سے ان کو منت پذیر فرمایا تھا، اور سلویٰ اس حیثیت سے نام رکھا کہ یہ چیز اُن کے لیئے وجہ تسلی تھی۔

(۵)

اب علمائے عربیت و قدمائے ادب کی تصریح ملاحظہ ہو:۔

قال الزجاج: جملۃ المنّ فی اللغۃ ما یمنّ اللہ عزّ وجلّ بہ مما لا تعب فیہ ولا نصب

زجاج کا قول ہے کہ "منّ" کے بہت سے معنی ہیں ان سب کا مجمل ملخص یہ ہے کہ عربی زبان میں وہ تمام نعمتیں "منّ" ہیں جو بغیر کسی محنت مشقت و کد و کاوش کے اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہوں۔

وقیل: مما منّ اللہ بہ علی عبادہ

یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ نے اپنے بندوں پر جو احسان کیا ہو وہ "منّ" ہے

وقال ابوبکر: قال المفسرون المنّ الترنجبین والسلویٰ السمانی۔ قال والسلویٰ عند العرب العسل وانشد

کتاب الجمہرہ کے مصنف ابوبکر بن دُرَید نے بیان کیا کہ مفسرین نے "منّ" کے معنی ترنجبین اور "سلویٰ" کے "سمانی" (چڑیا) لیے ہیں، لیکن عرب میں تو سلویٰ شہد تھا، جس کی سند یہ ہے:۔

لو ابصرت المنّ والسلویٰ مکانھم
ما ابصر الناس طعماً فیھم نجعا

حقیقت یہ ہے کہ اس مادّہ کے تمام مشتقات تسلی بخش ہیں، یعنی تسلی کا مفہوم سب میں ہے۔ کہتے ہیں:

[1] المفردات ۔ ۴۹۲ ۔

کہتے ہیں:۔ هو فی سلوة من العيش، ای فی رخاءٍ

راعی:۔ اخو سلوةٍ مَسّیٰ به الليل املح،

اَبُوذُوَیب:۔ علی انّ الفتی الخُثمی سَلّی
بنصل السيف غيبة من لغیب

رو بہ:۔ مسلم ما انسا لك ما حييت لواشرب سلوان ما سليت ما بي غنی عنك وان غنيت

ابن بری:۔ جعلت لعراف اليمامة حكمه وعراف نجد ان هما شفيا نی
فما تركا من رقيةٍ يتلما نها ولا سلوةٍ الّا بها سقيا نی

قال الفارسی:۔ السلوی كل ما سلّاك وقيل للعسل سلوی لانه يسليك بجلاوته وتأتيه عن غيره مما تلحقك فيه مؤنة الطبخ وغيره من انواع الصناعة

ابو علی فارسی کا بیان ہے کہ جو چیز تمہیں تسلی دے وہی سلویٰ ہے، شہد کو بھی اسی لیے سلویٰ کہا گیا ہے کہ اس کی حلاوت تسلی بخش ہے اور بغیر زحمت کے حاصل ہوتی ہے کہ نہ اس میں پکانے کی مشقت ہے اور نہ کسی دوسری قسم کی صنعت کا دخل ہے۔

مراۃ المثنوی

جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔اے رکن دار الترجمہ

مثنوی مولانا روم

کا بہترین ایڈیشن جس میں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلے کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے عقائد اور ان کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جن کی مدد سے آپ حسب منشا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہے غرض اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ہر شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب پر عبور کر سکتا ہے۔ کاغذ، کتابت، طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت ۵ روپیہ سکہ انگریزی للعہ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب فرمایئے